Presented By: https://jafrilibrary.com

حکمت علوی

دروس نہج البلاغہ

کلمات قصار (1 سے 25 تک)

مدافع مقام امامت وولایت,
فقیہ اہلبیت عصمت وطہارت شیخ الفقہاء والمجتہدین
حضرت آیت اللہ العظمی فی العالمین الحاج شیخ

حسین وحید خراسانی حفظہ اللہ

مدرس :
حجۃ الاسلام مولانا مہدی حسن بہشتی
صاحب

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِنَ الْهُدَى وَالْفُرْقَانِ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

درس نہج البلاغہ (حکمت 1) پہلا درس

قال علی علیہ السلام : کن فی الفتنة کابن اللبون لاظهر فیرکب ولاضرع فیحلب

ترجمہ۔ فتنہ وفساد میں ابن لبون بن جاؤ نہ تو اس کی پشت مضبوط ہوتی ہے کہ اس پر سواری کی جائے اور نہ ہی اسکے تھن (پستان) ہوتا ہے کہ اس سے دودھ دوہا جائے

تشریح۔ فتنہ کے لغوی معنی ہیں سونے کو بھٹی میں ڈال کر خالص کو غیر خالص سے جدا کرنا بعد میں ہر امتحان واختبار اور بلاوعذاب یہاں تک کہ شرک وبت پرستی اور اجتماعی فتنہ وفساد کے لئے استعمال ہونے لگا یہاں پر یہی (اجتماعی فتنہ وفساد)مراد ہے ابن لبون۔ اونٹنی کا وہ بچہ جو دوسال مکمل کرکے تیسرے سال میں داخل ہوجائے اس کی ماں کو لبون(دودہ دینے والی) کہتے ہیں چونکہ اونٹنی اس سن وسال میں دوسرا بچہ جننے کے بعد دودھ دینے لگتی ہے لہذا ماں کو لبون کہا جاتا ہے۔

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے اپنے اصحاب سے فرمایا فتنہ وفساد میں اونٹنی کے دوسالہ بچے کے مانند بن جاؤ جسکی پشت مضبوط نہیں ہوتی ہے کہ اس پر سواری کی جائے اور نہ ہی تھن ہوتا ہے کہ اس سے دودھ دوہا جائے یعنی دو باطل قوتوں کے ٹکراؤ کے وقت تم گوشہ نشین ہوجاؤ اپنی طاقت اودولت کا اظہار نہ کرو کہ کوئی ایک طاقت طمع کرے اور تمہیں اپنی طرف کھینچ لے جیسے سقیفہ میں مہاجرین وانصار کا ٹکراؤ۔بنی امیہ اور بنی عباس کا ٹکراؤ البتہ یہ بات یادرہے اگر معرکہ حق وباطل رونما ہوتو اس میں بے طرف نہیں رہنا ہے بلکہ حق و حقیقت کا ساتھ دینا ہے جیسے معرکہ جمل و صفین ونہروان ان میں حق علی کے ساتھ تھا کسی پر یہ بات مخفی نہیں تھی کیونکہ رسول اکرم ص نے فرمایا ہے علی مع الحق وا الحق مع علی۔ علی حق کے ساتھ اور حق علی کے ساتھ ہے اسے مجلس رح نے بحار میں اربلی نے کشف الغمہ میں لکھا ہے اوراہلسنت نے بھی اس مفہوم کو لکھا ہے چنانچہ حاکم نیشاپوری نے المستدرک علی الصحیحین ج3 میں لکھا ہے اور فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر کے ج1,ص۔168 میں لکھا ہے

ومن اقتدی فی دینه بعلی بن ابی طالب فقد اهتدی والدلیل علیه قوله (النبی)علیه السلام اللهم ادرالحق مع علی حیث دار

اور جو اپنے دین میں علی ابن ابی طالب کی پیروی کرے پس وہ ھدایت پاگیا اور اس پر رسول خدا ص کی دلیل موجود ہے اے اللہ حق کو علی کے ساتھ موڑ دے جدھر وہ مڑیں

پس مذکورہ بالا جنگوں میں حق علی کے ساتھ ہے

الحاصل جب دو باطل قوتیں لڑیں تو ابن لبون بن جاو یعنی گوشہ نشین ہوجاؤ کسی ایک کا ساتھ نہ دو اوراگر حق و باطل کا معرکہ ہو تو حق کا ساتھ دو

از قلم

حجۃ الاسلام مولانا مہدی حسن بہشتی صاحب

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

شهر رمضان الذي انزل فيه القرآن
هدى للناس وبينات من الهدى والفرقان

بسم الله الرحمن الرحیم

درس نہج البلاغہ (حکمت 2) دوسرا درس

قال علی علیہ السلام ازری بنفسہ من استشعر الطمع ورضی بالذل من کشف عن ضرہ وھانت علیہ نفسہ من امر علیھا لسانہ

ترجمہ۔ اس نے اپنے کو پست اور سبک کیا جس نے طمع ولالچ کو اپناشعار بنایا۔اوراس نے اپنے کو ذلیل وخوار کیا جس نے اپنی پریشانیوں کودوسرے کے سامنے بیان کیا۔اوراس نے اپنے کورسوا کیا جس نے اپنی زبان کو قابو میں نہیں رکھا

تشریح۔ امیرالمومنین حضرت علی نے اس حکمت میں تین ایسی اخلاقی برائیوں کی طرف لوگوں کومتوجہ فرمایاہے جن کا نتیجہ ایک ہے اوروہ ذلت و رسوائی ہے۔

1. سب سے پہلے امام نے فرمایاجس نے طمع کو اپناشعار بنایااس نے اپنے کوپست کیا۔طمع اور لالچ ایک بری صفت ہے جوکہ قناعت کے مدمقابل ہے لہذاانسان قناعت کواپناشعار قرار دے جس سے عزت وبزرگی ملتی ہے جیساکہ حدیث مبارک میں واردہواہے عز من قنع جس نے قناعت کیااس نے عزت پائی۔

البتہ یہ بات یادرہے کہ طمع کی دو قسمیں (1) منفی جیسے مال ومنال ۔شہرت۔جاہ ومقام کی لالچ کرنا یہ مذموم ہے (2) مثبت ۔جیسے رحمت الہی۔مغفرت الہی۔بہشت بریں ۔صالحین کے ساتھ محشور ہونے کی طمع ولالچ کرنایہ ممدوح ہے

2. جس نے اپنی پریشانیوں کودوسرے کے سامنے بیان کیا اس نے اپنے کو رسوا کیا۔ ہاں اگر اپنی پریشانیوں کو بیان کرناہے تواللہ کے سامنے بیان کرے اورایسے مومنین کے سامنے بیان کرے جو حاجت روائی کرتے ہیں اوروہ افرادجو مسئلے کوحل نہیں کرتے ان سے بیان کرنارسوائی کاسبب ہے بہرحال اللہ کے سوااپنی حاجت کسی سے بیان نہ کرنا ہی موزوں ومناسب ہے جیساکہ حدیث مبارک میں ذکر ہوا ہے لویعلم السائل مافی المسآلۃ ماسال احد (اصول کافی) اگرسائل کومعلوم ہوجائے کی سوال کرنے میں کیاعیب ہے تووہ کسی سے سوال نہ کرے

3. جس نے اپنی زبان کوقابو میں نہیں رکھااس نے اپنے کوخواروذلیل کیا۔یعنی انسان اپنی زبان کو عقل ومنطق کے مطابق استعمال کرے مطلق العنانی زیب نہیں دیتی جو زیادہ کلام کرتاہے اس کی خطائیں بھی زیادہ ہوتی ہیں ۔یہ فرمان امام علی علیہ السلام ہے۔

ایک شاعر عرب نے زبان کے حوالے سے بہت پیاراشعر کہا ہے جسے ذکر کرنابے محل نہ ہوگا ۔

احفظ لسانک ایھاالانسان
لایلدغنک انہ ثعبان
== اے انسان اپنی زبان کی حفاظت کر کہیں وہ تمہیں ڈس نہ لے کیونکہ وہ ایک اژدہاہے

الحاصل ۔امام علی علیہ السلام نےمذکورہ بالا تین چیزوں کو اسباب ذلت و رسوائی میں سے قراردیاہے ۔
اللہ تعالی ہمین ان سے محفوظ رکھے۔

از قلم
حجۃ الاسلام مولانا مہدی حسن بہشتی صاحب

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ
هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَىٰ وَالْفُرْقَانِ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

درس نہج البلاغہ

(حکمت 3) تیسرا درس

از قلم
حجۃ الاسلام مولانا مہدی حسن بہشتی صاحب

قال علی علیہ السلام۔البخل عار۔والجبن منقصة۔والفقر یخرس الفطن عن حجته۔ والمقل غریب فی بلدته۔

ترجمہ۔ بخل و کنجوسی ننگ و عار(عیب) ہے۔اور بزدلی نقص ہے اور غربت و تنگدستی ذہین انسان کو اپنی دلیل بیان کرنے سے گونگا و عاجز بنادیتی ہے۔اور غریب اپنے وطن میں غریب الوطن و پردیسی ہے۔

تشریح۔ امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام نے اس حکمت میں چار مطالب بیان فرمائے ہیں۔

.1 بخل اور کنجوسی ننگ و عار ہے۔یہ ایک بری صفت ہے جو سخاوت کے مقابلہ میں ہوتی ہے بخیل ننگ و عار کسب کرتا ہے اور وہ داخل جہنم ہوگا جیسا کہ حدیث میں ذکر ہوا ہے **البخیل یکسب العار ویدخل النار(غررالحکم)** برخلاف سخی کہ وہ جنت سے قریب ہوتا ہے جیسا کہ حدیث مبارک میں ذکر ہوا ہے السخی قریب من اللہ قریب من الناس قریب من الجنة سخی اللہ سے قریب ہے لوگوں سے قریب ہے۔جنت سے قریب ہے(بحاالانوار۔ج70) یہ بات بھی یہاں پر قابل ذکر ہے کہ امام نے بخیل سے مشورہ لینے سے منع فرمایا جیسا کہ عہد نامہ مالک اشتر میں لکھا ہے **ولا تدخلن فی مشورتک بخیلا یعدل بک عن الفضل ویعدک الفقر** اپنے مشورے میں بخیل کو شامل نہ کرو کیونکہ وہ تمہیں فضل و بخشش سے روکے گا اور غربت سے ڈرائے گا

.2 بزدلی نقص اور عیب ہے یہ شجاعت و بہادری کے مدمقابل ہے جو کہ کمالات انسانی میں سے ہے بزدل بھی ایسا شخص ہے جس سے مشورہ لینے کے لئے مولائے کائنات نے منع فرمایا ہے یہ بھی عہد نامہ مالک اشتر نخعی میں لکھا ہے۔ **ولا تدخلن فی مشورتک بخیلا----ولا جبانا یضعفک عن الامور----** اور نہ ہی بزدل کو اپنے مشورے میں شامل کرو کیونکہ وہ تمہیں امور کی انجام دہی سے سست کردیگا بزدلی مومن کی نشانی نہیں ہے **ولا یکون المومن جبانا---** اور مومن بزدل نہیں ہوتا

.3 غربت ذہین اور چالاک انسان کو اپنی دلیل و برہان بیان کرنے سے گونگا اور عاجز بنادیتی ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کی لوگ غربت کی وجہ سے اس کی بات کو نہیں سنیں گے لہذا وہ سکوت اختیار کرتا ہے اور اپنے حقوق سے دفاع نہیں کرپاتا برخلاف مالدار کے لوگ اسکی کٹ حجتی کو سننے کے لئے بھی آمادہ رہتے ہیں۔ البتہ اس قانون و قاعدہ سے کچھ مستثنی ہوتے ہیں جیسے ابوذر غفاری جنہوں نے غربت کے باوجود اپنی دلیل و برہان سے حاکم وقت کو مسکت و خاموش کردیا اور بھی اصحاب ائمہ ھدی علیھم السلام نے ایسے کارنامے پیش کئے ہیں۔ **.4** غریب انسان اپنے وطن میں غریب الوطن اور پردیسی ہوتا ہے کیونکہ لوگ عام طور پر مالداروں سے قریب ہوتے ہیں اور غریب کے قریب نہیں ہوتے یہاں تک کہ رشتہ دار اور احباب کا یہ حال ہوتا ہے لہذا وطن میں ہونے کے باوجود وہ پردیسی ہوتا ہے جیسے پردیس میں لوگ مسافر کو نہیں پہچانتے ایسے غریب کو وطن میں نہیں پہچانتے ہاں اگر انسان مالدار ہوتا ہے تو پردیس میں بھی وہ وطن کی طرح ہوتا ہے کیونکہ چاہنے والے اسے وہاں بھی مل جاتے ہیں جیسا کہ امام علی نہج البلاغہ ہی میں ایک مقام پر فرماتے ہیں الغنی فی الغربة وطن والفقر فی الوطن غربة۔مالدار انسان پردیس میں وطن کی طرح ہوتا ہے اور غریب اپنے وطن میں پردیسی کی طرح ہوتا ہے۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

درس نہج البلاغہ (حکمت 4) چوتھا درس

قال علی علیہ السلام :

العجزآفة والصبر شجاعة والزهدثروةوالورع جنة ونعم القرين الرضى

ترجمہ۔ عجز مصیبت وبلاہے۔ اور صبر وشکیبائی شجاعت ہے۔ اورزہدو دنیاسے بے رغبتی ثروت ودولت ہے۔ اورورع وپرہیزگاری سپر وڈھال ہے۔ اوررضاوخوشنودی بہترین ساتھی ہے

تشریح۔ امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام نے اس حکمت میں انسان کے پانچ اوصاف بیان فرمائے ہیں

.1. عجزاور مجبوری ایک مصیبت وبلاہے انسانی زندگی کے لئے جو کبھی جسمانی ہوتاہے جس کے سبب انسان بہت سے امور کی انجام دہی سے عاجزہوتاہے جیسے اس کاکاہل ہونا اندھا۔ بہرا گونگا۔۔ ہونااور کبھی روحانی۔ جیسے خواہشات نفسانی پر قابونہ پانا

.2. صبر وشکیبائی شجاعت ہےروایت میں صبر کی تین قسمیں بیان ہوئی ہیں صبر عندالمصيبةوصبر على الطاعةوصبرعن المعصية (کافی ج2) مصیبت پر صبر (یہ واضح وروشن ہے کہ انسان مصیبت پر صبر کرتاہے) اوراطاعت پر صبر (جیسے ایک نماز مستحبی جوکہ طولانی ہے لیکن وہ رضائے رب کی خاطر صبرو تحمل سے پڑھ رہاہے یہ اطاعت پر صبر ہے) اورمعصیت وگناہ پر صبر (جیسے انسان کانفس اسے گناہ پر تحریک کررہاہے لیکن وہ خوف خداسے انجام نہیں دے رہاہے یہ معصیت وگناہ پر صبرہے) ان تینوں پر صبر کرناشجاعت وبہادری ہے

.3. زہد یعنی دنیاسے بے رغبتی ایک ایسی ثروت ودولت ہے کہ جسکے ذریعہ انسان لوگوں سے بے نیازرہتا ہے جیسے ایک مالدار انسان لوگوں سے بے نیازہوتاہے البتہ زہد میں بے نیازی زیادہ ہوتی ہے کیونکہ مال و دولت میں انسان اس کی حفاظت کرتاہے اس کاحساب وکتاب کرتاہے لیکن یہ سب ثروت زہد میں نہیں ہوتااوریہ بہت بڑی بے نیازی ہے۔

.4. ورع وپرہیزگاری سپروڈھال ہے اوریہ استعارہ ہے اس سپر سے جومیدان جنگ میں انسان اپنے تحفظ کی خاطر لئے ہوتاہے ایسے ہی آخرت میں عذاب الہی سے اوردنیامیں مشکلات سے بچنے کے لئے ایک مردمومن کی سپروڈھال کانام ورع ہے۔ ورع تقوی کاوہ درجہ ہے جہاں انسان شبہات سے بھی اپنے کوبچاتاہے اسی لئے اسے اساس ایمان کہاگیاہے جیساکہ حدیث میں واردہواہے لكل شي اس واس الايمان الورع (كنزالعمال ح 7284) ہرچیز کی ایک اساس وبنیاد ہے اورایمان کی اساس وبنیاد ورع وپرہیزگاری ہے

.5. رضاوخوشنودی بہترین ساتھی وہمنشیں ہے یعنی تمام حالات میں رب ذوالجلال کے فیصلے پرراضی رہنا انسان کے لئے بہترین ساتھی وہمنشیں ہے کیونکہ اسی میں رضائے پروردگار مضمرہے جیساکہ اللہ نے جناب موسی کی طرف وحی فرمائی ان رضائی فی رضاک بقضائی میری رضاوخوشنودی تمہارامیرے فیصلے پر راضی رہناہے۔ رضائے پروردگاراہل سیر وسلوک کی آنکھوں کا نوراوردل کاسرورہے ورضوان من اللہ اکبر اللہ کی رضا سب سے بڑی ہے

از قلم

حجۃ الاسلام مولانا مہدی حسن بہشتی صاحب

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شهر رمضان الذي أنزل فيه القرآن هدى للناس وبينات من الهدى والفرقان

درس نہج البلاغہ (حکمت 5) پانچواں درس

قال علی علیہ السلام:

العلم وراثة كريمة.والآداب حلل مجددةوالفكر مرآةصافية.

ترجمہ۔ علم گرانبہا میراث ہے اور آداب تازہ بتازہ زیور ہیں ۔اور فکر صاف ائینہ ہے

تشریح۔ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے اس حکمت میں تین اہم مطالب کی طرف اشارہ فرمایاہے

1. علم گرانبہا میراث ہے۔ دنیاسے سفر آخرت اختیار کرنے والا انسان یاتوعلم یامال میراث کے طورپر چھوڑ کر جاتاہے لیکن امام نے برخلاف مال علم کو گرانبہامیراث سے تعبیر فرمایاہے کیو نکہ علم کی آیات وروایات میں کافی فضیلت بیان ہوئی ہے چنانچہ پروردگار قرآن کریم میں ارشاد فرمارہاہے

یرفع اللہ الذین آمنوا منکم والذین اوتوالعلم درجات اللہ تم میں سے ایمان والوں اور جنھیں علم دیاگیا ان کے درجے بلند کرتاہے۔اورایک حدیث میں رسول خدافرماتے ہیں

فضل العالم علی العابدکفضل القمر علی سائرالنجوم لیلةالبدر(میزان الحکمہ ج8)

عالم کوعابد پرایسے ہی فضیلت ہے جیسے چودھویں کے چاندکوسارے ستارے پر فضیلت ہے آپ نے ملاحظہ فرمایاعلم کوذاتاًفضیلت حاصل ہے لہذاامام نے اسے گرانبہامیراث فرمایاہے علم جسے میراث کے طور پرملتاہے وہ سعادت مند ہو جاتاہے اور علم کے ذریعہ اس میت کو ثواب پہونچتاہے جو کتاب یا شاگرد کی شکل میں چھوڑ کرجاتاہے مال کے برخلاف

2. اور آداب تازہ بتازہ (حال کا)زیور ہیں (بعض نے کہاہے نو بنو خلعت ولباس کی طرح ہیں)یہاں پر حلل مجددہ استعارہ ہے آداب کے لئے

Presented By: https://jafrilibrary.com

بہر حال دونوں تفسیر کی بناپر جیسے زیور سے آراستہ خاتون یا نئے لباس زیب تن کرنے والادوسروں کی نظر میں خوبصورت نظر آتاہے ایسے ہی آداب پسندیدہ اوراوصاف حمیدہ (تواضع ۔صبر۔ توکل قناعت ۔۔۔) سے اپنے کوآراستہ کرنے والادوسروں کی نظر میں اچھااور خوبصورت دکھائی دیتاہے اوریہ خوبصوتی اسے حسب ونسب سے بے نیاز کردیتی ہے چنانچہ حدیث مبارک میں واردہواہے

الادب یغنی عن الحسب (بحار۔ج72)

3. فکر صاف و شفاف آئینہ ہے یہ بھی (ائینہ) فکر کے لئے استعارہ ہے جیسے انسان آئینہ کے بغیر محاسن ومعایب صورت کو تشخیص نہیں دے سکتاایسے ہی فکر کے بغیر حق وباطل کو جدانہیں کرسکتا یاآئینہ ہے مگر اس پرگردوخاک جمی ہو توکوئی چیزصاف نظر نہیں آتی ایسے ہی اگر فکر کے آئینہ پر ہواوہوس کی خاک بیٹھ جائے توکوئی چیز صاف نظر نہیں ائے گی ہاں اگر ائینہ شفاف ہے تو اسے ہر چیز صاف نظر آئے گی اوروہ اپنے حسن کونکھار سکتاہے ایسے ہی جب آئینہ فکر صاف ہوگاتو حقیقت کا راستہ صاف نظر ائیگااوروہ حق کے راستے پرگامزن ہوجائے گا نتیجہ میں ایسی فکرایک سال کی عبادت سے بہتر نظر آئے گی چنانچہ حدیث مبارک میں مرقوم ہے کہ

تفکرساعةخیر من عبادةسنةایک گھنٹے کی فکر ایک سال کی عبادت سے بہترہے (بحار ج 68)

الحاصل امام نے ہمیں یہاں پر تین اہم نکتے کی طرف متوجہ فرمایاہے

از قلم

حجۃ الاسلام مولانا مہدی حسن بہشتی صاحب

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِنَ الْهُدَى وَالْفُرْقَانِ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

درس نہج البلاغہ (حکمت 6) چھٹا درس

قال علی علیہ السلام۔صدرالعاقل صندوق سرہ والبشاشۃحبالۃ المودۃ۔والاحتمال قبرالعیوب (او)والمسالمۃ خباءالعیوب ۔

ترجمہ۔ عقلمند کاسینہ اس کے راز کاصندوق ہے اور خندہ روئی محبت کاجال ہے اور صبر و تحمل عیوب کی قبر ہے(یااس فقرے کے بجائے امام نے فرمایا) صلح وآشتی عیبوں کوڈھانپنے کاوسیلہ ہے۔

تشریح۔ امام علی علیہ السلام نے یہاں ہمیں تین نکتے کی طرف متوجہ فرمایا ہے

1. عقلمند کاسینہ اس کے راز کاصندوق ہے یہاں پر صندوق استعارہ ہے سینے کے لئے جیسے انسان اپنے مال ودولت کوصندوق میں رکھ کرحفاظت کرتاہے ایسے عاقل کو اپنے سینے میں راز کی حفاظت کرناچاہئے اسے کسی سے بیان نہیں کرناچاہئے کیونکہ تمہاراراز تمہارااسیر ہے اگر بیان کردیا توتم اس کےاسیر ہوجاوگے چنانچہ حدیث میں وارد ہواہے سرک اسیرک وان افشیت صرت اسیرہ (غررالحکم) جب تک تمہاراراز تمہارے سینے میں ہے تمہارااسیر ہے لیکن اسے افشاء کردیاتوتم اس کے اسیر ہوجاوگے یعنی جسے جسے معلوم ہوگیا اسے منع کرناپڑے گاکہ دوسرے کونہ بتائے

2. خندہ روئی(لبوں پر مسکراہٹ)محبت کاجال وپھندا ہے یہ بھی (جال)استعارہ ہے خندہ روئی کے لئے۔ اس عمل سے انسان لوگوں کواپنی طرف کھینچ لیتاہے اس کے چاہنے والے زیادہ ہوجاتے ہیں برخلاف ترشروئی کے اس سے لوگ نفرت کرنے لگتے ہیں اسی لئے روایت میں ذکر ہواہے المومن بشرہ فی وجھہ وحزنہ فی قلبہ (بحارج 74) مومن کے چہرہ پر مسکراہٹ ہوتی ہے اور حزن وغم سینے میں ہوتا ہے

3. لوگوں کی اذیت پر صبرو تحمل کرناعیوب کی قبر ہےیہ بھی استعارہ ہے یعنی اگر انسان صبر و تحمل سے کام لیتاہے تولوگ اس کے عیوب بھول جاتے ہیں گویا وہ دفن ہوجاتے ہیں اورصرف صفت تحمل کو نظر میں رکھتے ہیں یہ اس وقت کی بات ہے کہ جب عیب ظاہرہوں لیکن اگرعیب ظاہرنہ ہوں اور لوگوں کی بات کو تحمل کرے تو وہ ایسے کلمات کواداہی نہیں کرے گاجس سے عیب ظاہرہوں پس تحمل وصبر بہر صورت عیبوں کا مدفن ہے

4. یاتیسرے جملے کے بجائے امام علی نے یہ فرمایاہے کہ لوگوں میں ایک دوسرے سے صلح و آشتی کرانے سے عیوب دفن ہوجاتے ہیں یعنی لوگ اسے صفت مصلح سے یاد کرتے ہیں اور اس کے عیوب فراموش کرجاتے ہیں اور جو مصلح ہوتاہے اس کااللہ کے نزدیک ایک مقام ہوتا ہےاوراسے اجر عظیم سے نوازاجاتاہے چنانچہ حدیث میں موجود ہے۔

من مشی فی صلح بین اثنین صلی علیہ ملائکۃ اللہ حتی یرجع واعطی اجرلیلۃ القدر (لئالی الاخبارج2) جو شخص دولوگوں کے درمیان صلح کے لئے جاتاہے ملائکہ پرودگار اس کے لوٹنے تک اس پر درودوسلام بھیجتے ہیں اور اسے شب قدر کاثواب دیاجائے گا

از قلم

حجۃالاسلام مولانا مہدی حسن بہشتی صاحب

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

درس نہج البلاغہ (حکمت 7) ساتواں درس

قال علی علیہ السلام : من رضی عن نفسہ کثر الساخط علیہ والصدقة دواء منج واعمال العباد فی عاجلھم نصب اعینھم فی آجالھم

ترجمہ۔ جو اپنے نفس سے راضی رہتا ہے اس سے ناراض ہونے والے زیادہ ہو تے ہیں اور صدقہ فائدہ مند دوا ہے اور بندے جو اس دنیا میں اعمال کرتے ہیں وہی آخرت میں ان کی نگاہوں کے سامنے ہونگے۔

تشریح ۔ جو شخص اپنے سے راضی رہتا ہے اس سے ناراض ہونے والے اس لئے زیادہ ہو جاتے ہیں کہ وہ اپنے کو باکمال اور دوسروں کو حقیر وذلیل سمجھتا ہے یہاں تک کہ وہ اپنے نقائص کو دوسروں کی اچھائیوں پر ترجیح دیتا ہے وہ چاہتا ہے لوگ اس کا احترام کریں ۔ اسے سلام کریں اسے صدر مجلس میں جگہ دیں ۔۔۔ اسے علم اخلاق میں عجب اور خود بینی کہتے ہیں یہ ایک مرض ہے جسکا سرچشمہ جہل اور نادانی ہے اور اسکا معالجہ علم ومعرفت ہے اسے حدیث میں گناہ سے بھی زیادہ قبیح عمل قرادیا گیا ہے چنانچہ رسول خدا (ص) فرماتے ہیں **لولم تذنبوا لخشیت علیکم ماھو اکبر من ذالک العجب (بحار ج69)** اگر تم گناہ نہ بھی کرو تو میں ڈرتا ہوں تمہارے لئے اس سے بڑی چیز سے اور وہ عجب اور خود بینی ہے

2. صدقہ بہترین اور فائدہ مند دوا ہے اس سے اپنے مریضوں کا معالجہ کرو چاہے وہ جسمانی مرض ہو یا روحانی ایک روایت میں تو صدقہ کو بہت کامیاب دوا کہا گیا ہے **الصدقة تدفع البلاء وھی انجح دواء (بحار ج93)** صدقہ بلا کو دور کرتا ہے اور یہ بہت کامیاب دوا ہے روایتوں میں اس کے علاوہ صدقے کے بہت سے فائدے ذکر ہوئے ہیں جیسے کہ یہ آتش جہنم سے سپر وڈھال ہے اور یہ سبب نزول رزق ہے۔ یہ بات بھی عرض کردوں کہ بعض شارحین نہج البلاغہ نے لکھا ہے ہر بخشش کو صدقہ نہیں کہتے بلکہ جس میں قصد قربت ہو چاہے وہ واجب ہو جیسے زکات یا مستحب ہو جیسے انفاق فی سبیل اللہ ۔ اللہ کی راہ میں خرچ کرنا۔

3. بندے جو دنیا میں اعمال کرتے ہیں وہ آخرت میں مشاہدہ کریں گے وہاں انھیں ان کے نامہ اعمال کو دکھایا جائے گا چنانچہ سورہ زلزال میں اللہ تعالی فرمارہا ہے **یومئذ یصدر الناس اشتاتا لیروا اعمالھم فمن یعمل مثقال ذرة خیرا یرہ ومن یعمل مثقال ذرة شرا یرہ۔** اس دن (قیامت) لوگ متفرق طور پر (اپنی قبروں سے) نکلیں گے تاکہ انہیں ان کے اعمال (کے نتائج) دکھائے جائیں۔ جس نے ذرہ برابر بھی نیکی کی ہے وہ اس (کی جزا) کو دیکھے گا اور جس نے ذرہ برابر بھی بدی کی ہے وہ بھی اس (کی سزا) کو دیکھے گا۔

بعض شارحین نے لکھا ہے کہ امام نے یہاں پر تجسم اعمال کی طرف اشارہ فرمایا ہے (یعنی محشر میں ہمارے اعمال جسم کی صورت اختیار کر جائیں گے) بہر حال یہ ایک حساس اور اختلافی بحث ہے ان شاءاللہ کسی اور موقع پر اس پر سیر حاصل گفتگو کریں گے

از قلم

حجۃ الاسلام مولانا **مہدی حسن بہشتی** صاحب

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

درس نہج البلاغہ (حکمت8)آٹھوں درس

قال علی علیہ السلام : اعجبوا لھذاالانسان ینظر بشحم ویتکلم بلحم ویسمع بعظم ویتنفس من خرم

ترجمہ ۔ تعجب کرو اس انسان پر جو چربی سے دیکھتاہےاور گوشت سے بولتا ہے اور ہڈی سے سنتاہے اور سوراخ سے سانس لیتاہے

تشریح۔امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام نے چاراہم اعضائے انسانی کی طرف متوجہ فرمایا ہےاگر ان میں غوروفکر فرمائیں تو یہ پروردگار کی وحدانیت وخالقیت وقادریت پر بہترین دلیل ہیں

1. تعجب کرو اس انسان پرجوچربی سے دیکھتا جبکہ اس کے جسم کی ساخت گوشت سے ہے اور اسے ہڈیاں سنبھالے ہوئے ہیں اسمیں یہ آنکھ چربی کی ہے جس سے انسان 60.70.80سال یا جو بھی عمر پائے اس سے کائنات کی رنگ برنگ چیزوں کو دیکھتا ہے اورلطف اندوزہوتاہے۔خود پروردگار آنکھوں کےلئے فرماتاہے الم نجعل لہ عینین کیاہم نے اسے دوآنکھیں عطانہیں کی ہیں

2.وہ گوشت سےبولتا ہے جسے زبان کہتے ہیں جس کی خصوصیت یہ ہے کہ جب وہ الفاظ کااستعمال کرتی ہے تو توبڑی سرعت سے ان کے مخارج تک پہونچ جاتی ہے اور مالک نے اس کے نیچے پانی بھی رکھا تاکہ وہ خشک نہ ہوورنہ تکلم میں دشواری ہوجائے گی چنانچہ جب انسان پر تشنگی زیادہ غالب اجاتی ہے توحروف کی ادائیگی میں دشواری ہوجاتی ہےیہ اس کافیض وکرم ہے اس نے ہمیں اس عظیم نعمت سے نوازا ہےلہذا اس کو اچھائی میں استعمال کریں برائی سے دور کریں ورنہ یہی زبان انسان کوہلاکت تک پہونچادیتی ہے چنانچہ حدیث میں واردہواہے کم من انسان اھلکہ لسان(غررالحکم) کتنے انسان ایسے ہیں جنھیں ان کی زبان نے ہلاک کردیا

3.وہ کان کی ہڈی سے سنتاہے یہ بھی اللہ کی ایک عظیم نعمت ہے کہ اس نے ہڈی میں سننے کی صلاحیت پیداکردی اس بات کو امام نے چودہ سوسال پہلے بیان فرمادیاہے جبکہ ماہرین فن نے اپنی تحقیق میں پہلے یہ پیش کیاکہ انسان کان کے پردے سے سنتاہے پھر اس پر خط بطلان کھینچ کرکہاکہ وہ ہڈی سے سنتاہے کاش ماہرین فن مولائے کائنات کے اس کلام کوپڑھ لیتے تو ان کاوقت ضائع نہ ہوتابہرحال اس نے سننے کاآلہ عطاکرنے کے بعد فرمایاوجعل لکم السمع ولابصار والافئدۃ اسنے تمہارے لئے کان اورآنکھ اوردل بنائے ہیں۔ پس اسکی نعمت کویاد کرتے رہو

4.اوروہ ناک کے سوراخ سے سانس لیتاہے اگر اس میں کوئی دشواری آجاتی ہے تووہ اضطراری طورپر اپنے دہن سے سانس لینے لگتاہےلیکن بہرحال حالت اختیاری میں وہ ناک کے سوراخ ہی سے سانس لیتاہے اورمالک نے اسے بہت مناسب بنایانہ اسے تنگ بنایاکہ سانس لینے میں دشواری پیش اۓاور نہ ہی اتناکشادہ بنایاکہ تیز ہواکے جھونکے اس کے پھیپھڑے کومتاثرکردیں

پس یہ عجیب وغریب چیزوں کی خلقت دیکھ کر بے ساختہ کہناپڑتاہے فتبارک اللہ احسن الخالقین

پس بڑابابرکت والاہےوہ اللہ جوبہترین خالق ہے

الحاصل ان چارعجیب اعضاء کی تخلیق اس کی وحدانیت وصناعیت وقادریت پر بہترین دلیل ہیں.

از قلم

حجۃالاسلام مولانا مہدی حسن بہشتی صاحب

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

خدیجۃ ام المؤمنین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

درس نہج البلاغہ (حکمت9)نواں درس

قال علی علیہ السلام۔اذااقبلت الدنیاعلی احد اعارتہ محاسن غیرہ واذادبرت عنہ سلبتہ محاسن نفسہ۔

ترجمہ جب دنیاکسی کی طرف متوجہ ہوتی ہے تودوسرے کی نیکیاں اس سے منسوب کردیتی ہے اورجب کسی سے رخ موڑتی ہے تو اس کی نیکیاں اس سے چھین لیتی ہے۔

تشریح۔یہ حکمت دنیاکی مذمت کے بارے میں ہے جسمیں امام نے فرمایاکہ دنیا جب کسی کی طرف بڑھتی ہے تودوسروں کی نیکیاں اسے دیتی ہے اس قول پر تاریخی شواہدموجودہیں اورہم روزمرہ کی زندگی میں مشاہدہ بھی کرتے ہیں کہ اگر کوئی شخص سیاسی۔اقتصادی۔علمی یاکسی اورمیدان میں شہرت یافتہ ہوجاتاہے تو ایسے موقع پرتملق اورچاپلوسی کرنے والے دوسروں کی نیکیاں اس کی طرف منسوب کردیتے ہیں یعنی اگر وہ بزدل ہے توشجاع وبہادر۔کنجوس ہے توسخی۔متکبر ہے تومتواضع دنیاپرست ہے توزاہد۔جاہل توعالم۔۔بنا دیتے ہیں

اوراگر دنیاکسی سے پھرجائےتوحاسدین اورموقع پرست افراد اس کی نیکیاں اس سے چھین لیتے ہیں یعنی اگر وہ شجاع وبہادر ہے توبزدل۔سخی ہے توبخیل۔متواضع ہے تومتکبر زاہد ہے دنیاپرست عالم ہے توجاہل ۔بنادیتے ہیں۔البتہ حق پسند مومنین اور صاحبان انصاف مذکورہ بالاچیزوں کومعیار نہیں بناتے بلکہ وہ ہمیشہ حق کہتے ہیں اورحق کی طرفداری کرتے ہیں یعنی اگر دنیاکسی کی طرف بڑھے تووہ دوسرے کی نیکیاں اسے نہیں دیتے اوراگرکسی سے روگردانی اختیار کرے تواس کی نیکیاں اس سے سلب نہیں کرتے۔

ہاں یہ بات ضرور یادرہے اگرانسان متدین اوخداترس ہے توچاہے دنیااسکی طرف آگے آئےتووہ اس پراور لوگوں کی چاپلوسیوں پر خوش نہیں ہوتااوراگر پھرجائےتوغمزدہ نہیں ہوتا کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ دیناکی محبت سارے گناہوں کاسرچشمہ ہے چنانچہ حدیث مبارک میں واردہواہے حب الدنیاراس کل خطیئۃ(کافی ج2)

لیکن اگر متدین نہیں بلکہ دنیاپرست ہے تووہ اسکے انے اورلوگوں کی واہ واہی پر خوش اورچلے جانے پر رنجیدہ ہوتاہے۔

اللہ تعالی بحق محمدوآل محمد علیھم السلام ہمیں تملق ۔چاپلوسی۔حسد۔وموقع پرستی سے محفوظ رکھےاورحق کہنے اورحق کی طرفداری کرنے کی توفیق عطافرمائے

از قلم

حجۃ الاسلام مولانا مہدی حسن بہشتی صاحب

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

درس نہج البلاغہ (حکمت 10) دسواں درس

قال علی علیہ السلام خالطوا الناس مخالطة ان متم بکوا علیکم وان عشتم حنوا الیکم

ترجمہ۔ لوگوں کے ساتھ اس طرح مل جل کر رہو کہ اگر تم مر جاؤ تو لوگ گریہ کریں اور اگر زندہ رہو تو تم سے ملنے کے مشتاق رہیں۔

تشریح۔ اسلام ایک معاشرتی واجتماعی (سوشل) مکتب فکر ہے لہذا امام علی علیہ السلام نے اس حکمت میں ہمیں اس اخلاقی نکتے کی طرف متوجہ فرمایا ہے یہ اتنا اہم موضوع ہے کہ امام نے اپنی زندگی کے آخری لمحات میں بھی اسی حکمت سے مشابہ ایک کلمہ کے ذریعے اپنے فرزندوں کو وصیت فرما کر ہمیں ایک بار پھر متوجہ فرمایا کہ عاشروا الناس عشرة ان غبتم حنوا الیکم وان فقدتم بکوا علیہم لوگوں سے اس طرح ملو کہ اگر تم غائب ہو جاؤ تو لوگ تمہاری ملاقات کے مشتاق رہیں اور مر جاو تو تم پر گریہ کریں۔ امام نے ان دونوں حدیث مبارک کے ذریعے کسی خاص گروہ سے نہیں بلکہ سارے انسانوں سے حسن خلق۔ حسن سلوک۔ اچھا برتاو۔ کرنے کی سفارش کی ہے اور اس پر کلمہ (الناس) گواہ ہے اور دیگر معصومین علیہم السلام نے بھی اس سلسلے میں لفظ (ناس) یا جو لفظ عام کا افادہ کرے اسے استعمال کیا ہے جس سے یہ بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ اسلام تمام لوگوں کے ساتھ مل جل کر رہنے اور اچھا برتاؤ کرنے کی تاکید کرتا ہے چنانچہ رسول خدا فرماتے ہیں اعقل الناس اشدھم مداراة للناس واذل الناس من اھان الناس سب سے عقلمند وہ ہے جو لوگوں سے مدارات اور اچھا برتاو کرے اور سب سے ذلیل وہ ہے جو لوگوں کی اہانت کرے۔ ایک اور حدیث میں امام صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت عیسی ابن مریم نے فرمایا ما لا تحب ان یفعل بک فلا تفعلہ باحد (یہاں لفظ ناس تو نہیں ہے لیکن نکرہ سیاق نہی میں ہونے سے عمومیت کا فائدہ دیتا ہے) جو تم نہیں چاہتے کہ وہ تمہارے ساتھ ہو وہ تم کسی ایک ساتھ مت کرو۔ آپ ان چند روایتوں سے متوجہ ہو گئے ہونگے کہ اسلام کسی خاص گروہ نہیں بلکہ تمام انسانوں سے مل جل کر رہنے اور ان کے ساتھ حسن سلوک (اچھا رویہ) حسن خلق (اچھے اخلاق) سے پیش آنے کی ترغیب دے رہا ہے اگر ہم ایسا کریں گے تو لوگ ہمارے دیدار کے مشتاق۔ اور ہمارے مرنے پر گریہ کناں ہوں گے اور ساتھ ہی ساتھ اسلام کی طرف بھی راغب ہونگے چنانچہ اس پر تاریخی شواہد موجود ہیں میں ایک واقعہ کی طرف اشارہ کرتا ہوں۔ مولائے کائنات ایک سفر میں کافر ذمی کے ساتھ کوفہ تشریف لے جا رہے تھے اور وہ کہیں اور۔ جب ایک ایسے مقام پر پہونچے جہاں سے راستے جدا ہونے لگے تو امام اسے (کافر ذمی) چند گام وداع کرنے کے لئے گئے تو وہ کہنے لگا کہ آپ کو کوفہ جانا تھا آپ میرے ہمراہ کیوں تشریف لا رہے ہیں تو امام نے فرمایا میرے نبی کا یہ فرمان ہے کہ جب کوئی تمہارا ہمسفر ہو تو اسے کچھ دور جاکر وداع کرو اسنے تعجب سے کہا واقعی یہ فرمان نبی ہے تو امام نے فرمایا ہاں۔ اس اخلاق علوی سے اسقدر متاثر ہوا کہ وہ مسلمان ہو گیا آج بھی لوگ اخلاق نبوی وعلوی پیش کر کے لوگوں کو اسلام کی طرف جذب کرتے ہیں لہذا ہم بھی ایسے اخلاق کے حامل ہوں کی اپنے کردار سے لوگوں کو اسلام کی طرف دعوت دے سکیں

از قلم حجۃ الاسلام مولانا مہدی حسن بہشتی صاحب

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

درس نہج البلاغہ

(حکمت11)گیارھواں درس

قال علی علیہ السلام اذاقدرت علی عدوک فاجعل العفو عنہ شکراللقدرۃعلیہ

ترجمہ۔جب تم دشمن پر غلبہ حاصل کرلوتواسے معاف کردینے کواس غلبہ کاشکریہ قراردو۔

تشریح۔امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام اس حکمت میں ایک اور اخلاقی نکتہ کی طرف ہمیں ہدایت کرتے ہوئے فرمارہے کہ جب تم دشمن پر غلبہ حاصل کرلوتو اسے معاف کردویہ اس غلبہ کا شکریہ ہےجو اللہ نے تمہیں دیا اگر ایساکروگے تومحبوب پروردگار بن جاؤ جیساکہ اللہ نے قرآن میں ارشاد فرمایاہے ان اللہ یحب کل عبد شکور ۔پروردگاہر شکر گزار بندے کو دوست رکھتاہے۔

عفو وبخشش کے لئے قرآن اوراحادیث مبارکہ میں کافی تاکید کی گئی چنانچہ پروردگار قران میں فرمارہا ہےوالکاظمین الغیظ والعافین عن الناس۔اور (متقین)غصہ ضبط کرنے والےاورلوگوں کومعاف کرنے والے ہیں یہاں پر معاف کرنا متقین کے صفات میں سے قراردیاگیاہے اسی طرح ایک اور حدیث مبارک میں اسے مرسلین اورمتقین کی سنت میں سے قراردیاگیاہے العفو عندالقدرۃمن سنن المرسلین والمتقین غلبہ کےوقت دشمن کومعاف کرنا مرسلین اور متقین کی سنت میں سے ہے 9 (بحار۔ج71) اور ایک حدیث مبارک میں وارد ہواہے کہ دشمن کومعاف کردینا دنیاوآخرت کی سعادت میں ہے ثلاث من مکارم الدنیاوالاخرۃ تعفو عمن ظلمک وتصل عمن قطعک و تحلم اذا جھل علیک۔تین چیز دنیااورآخرت کی سعادت میں سے ہے اسے معاف کردوجوتم پر ظلم کرے اوراس سے صلہ رحم کروجوتم سے قطع رحم کرے اورتم حلم وبردباری اختیارکرو اگرکوئی تم سے نادانی کرے قرآن اوراحادیث مبارکہ کے علاوہ حضرات معصومین علیھم السلام کی زندگی میں بکثرت دشمنوں کومعاف کردینے کے واقعات ملتے ہیں ہم یہاں پرنمونہ کے طور پر ایک واقعہ پیش کررہے ہیں ۔جب کفار مکہ نے صلح حدیبیہ کی خلاف ورزی کیاہے تو رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ایک لشکر ترتیب دیااوراسے لیکرمکہ کی طرف روانہ ہوگئے اور ایک معمولی سی مزاحمت کے ساتھ مکہ کوفتح کرلیا توآنحضرت یہ فرماتے ہوئے کہ الیوم یوم المرحمہ ۔آج رحمت اور معاف کردینے کادن ہے اپنے دشمنوں کومعاف کردیا اورفرمایا۔اذھبوا فانتم الطلقاء (کافی ج3)جاؤتم سب آزاد ہوجب کہ مکہ والوں میں رسول خداکے اصحاب اوران کے عزیزچچاحضرت حمزہ کے قاتل بھی تھے

از قلم حجۃالاسلام مولانا مہدی حسن بہشتی صاحب

Presented By: https://jafrilibrary.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

درس نہج البلاغہ (حکمت 12) بارہواں درس

قال علی علیہ السلام اعجزالناس من عجز عن اکتساب الاخوان واعجز منہ من ضیع من ظفربہ منھم

ترجمہ ۔سب سے عاجزہے وہ انسان جو دوست بنانے سے عاجزہو اور اس سے بھی عاجزوہ ہے جودوست پاکر ضائع وبرباد کردے۔

تشریح۔امام علی علیہ السلام نے اس حکمت میں فرمایاجودوست نہ بناسکے وہ عاجزترین انسان ہے۔ کیونکہ دوست بنانے میں نہ کسی سرمایہ کی ضرورت ہےاورنہ ہی زیادہ محنت ومشقت کی۔بلکہ وہ کشادہ روئی خوش خلقی سے بہ آسانی دوست بناسکتاہےاس مطلب کی طرف امام نےپہلے بھی اشارہ فرمایاہے۔والبشاشۃ حبالۃ المودۃ کشادہ روئی دوستی کا جال اورپھندا ہے ۔رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ کے اردگردلوگ انکی نرم خوئی۔محبت اور کشادہ روئی کی وجہ سے جمع ہوتے تھےاوراپ کے دوست بن جاتے چنانچہ پروردگار قرآن میں فرمارہاہےفبمارحمۃمن اللہ لنت لھم ولوکنت فظا غلیظ القلب لانفضوامن حولک(اےرسول)یہ اللہ کی بہت مہربانی ہے کہ تم ان لوگوں کے لئے نرم مزاج ہواور اگر تندخواور سنگدل ہوتے توتمھارے اردگرد سے بھاگ جاتے ۔ایک حدیث مبارک میں بھی واردہواہے کہ۔ثلاث یوجبن المحبۃ حسن الخلق وحسن الرفق والتواضع۔تین چیزیں دوستی کا سبب ہیں اچھااخلاق ۔مہربانی اور تواضع (غررالحکم)پس یہ بات طے ہوگئی کہ کشادہ روئی نرم مزاجی حسن خلق ۔۔ دوستی کے اسباب ہیں اگرکوئی یہ چیزیں پیش نہ کرسکےاوردوست نہ بناسکےتویقیناوہ عاجزترین انسان ہے

واعجزمنہ۔۔۔ اوراس بھی عاجز وہ ہے جودوست پانے کے بعد اسے کھودے۔کیوں ؟اس لئے کہ دوست بنانے میں کچھ زحمت تو ہوسکتی ہے لیکن اس کے تحفظ میں کوئی زحمت نہیں ہےبلکہ یہ کام نہایت آسان ہے صرف اس کے حق کی رعایت کشادہ روئی نرم مزاجی ۔۔ کوملحوظ رکھناہےاور اگر ایسانہ کیا بلکہ اس سے تند مزاجی بداخلاقی سے پیش آئے تووہ ہم سے دور ہوجائے گا اوریہ ایک غربت ہےچنانچہ اسی نہج البلاغہ کی ایک حکمت میں مولافرماتے ہیں فقدالاحبۃغربۃ دوستوں کاکھودیناغریب الوطنی ہے جیسے پردیس میں انسان اپنے کوتنہاپاتا ہےایسے ہی اگروطن میں دوست نہ ہوں تووہ غریب الوطن اورپردیسی ہےلہذادوستوں کی حفاظت کرکےان کے ذریعے اپنے کوزینت دیں کیونکہ حدیث میں آیاہےلکل شی حلیۃو حلیۃالرجل اودائہ۔ہرچیز کےلئے ایک زینت ہےاورمردکی زینت اس کے احباب ہیں

(شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید معتزلی۔ج18۔ص 122)

از قلم

حجۃالاسلام مولانا مھدی حسن بہشتی صاحب

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

درس **نہج البلاغہ** (حکمت 13) تیرھواں درس

قال علی علیہ السلام اذا وصلت الیکم اطراف النعم فلا تنفروا اقصاھا لقلۃ الشکر

ترجمہ۔ جب نعمتیں تم تک پہونچے تو انہیں اپنے تک پہونچنے سے پہلے بھگانہ دو
تشریح۔ اس حکمت میں امام علی فرمارہے ہیں کہ جب ابتدائی نعمتیں تم تک پہونچے تو بعد میں انے والی نعمتوں کو اپنے سے بھگانہ دو کیونکہ نعمتوں کا ایک تسلسل ہوتا ہے اگر ابتدائی نعمتوں پر شکر کروگے تو بعد میں آنے والی نعمتیں بھی تم تک پہونچیں گی چنانچہ خداوند عالم قران حکیم میں فیرمارہاہے لان شکرتم لازیدنکم ولئن کفرتم ان عذابی لشدید۔ اگر تم (میرا) شکر اداکروگے تو میں تمہیں اورزیادہ دونگااور اگر کفران نعمت (ناشکری) کیا تو میرا عذاب بڑا سخت ہے. روایت میں اس بات کا ذکرہوا ہے کہ وہ گناہ جسکی سزابہت جلد ملتی ہے وہ کفران نعمت (ناشکری) ہے اسرع الذنوب عقوبۃ کفران النعمۃ (مسند الامام الرضا ج 1 ص 280) اب اگر یہ اندازہ لگاناچاہتے ہیں کہ شکرگزار بندہ کون ہے تو انھیں چار چیزوں سے پہچانو کیونکہ روایت میں ان کی چار نشانیاں بیان ہوئی ہیں۔ الشکر فی النعماء والصبر فی البلاء والقنوع بقسم اللہ ولا یحمدولا یعظم الا اللہ نعمتوں پر شکر کرنا۔ اور بلاء میں صبر کانا اور خداکی تقسیم پر راضی رہنا اور خداکی حمد اوراس کوبزرگ سمجھنا (تحف العقول)
یہ بات بھی یاد رہے کہ خداکو ہمارے شکرکی کوئی ضرورت نہیں ہے بلکہ خدانے دستور شکر اسلئے دیاہے کہ بعدوالی نعمتیں تم تک پہونچے اوراس کے ذریعہ تمہاری اخلاقی تربیت ہو کہ جب کوئی بھی منعم تمہیں نعمت سے نوازے تو اسکا شکرادا کروچاہے وہ مخلوق خداہی کیوں نہ ہوکیونکہ حدیث مبارک میں معصوم نے فرمایاہے من لم یشکرالمنعم من المخلوقین لم یشکراللہ۔ جو مخلوق میں سے منعم کا شکرادانہیں کرتاوہ اپنے رب کا بھی شکرادانہیں کرتا (وسائل الشیعہ۔ ج 11)
ہاں یہ اوربات ہے کہ پروردگاجو منعم حقیقی ہے اس کاشکر ممکن نہیں ہے چنانچہ امام سجاد علیہ السلام مناجات خمس عشر (پندرہ مناجات) کہ جسمیں ایک مناجات شاکرین ہے اس میں فرماتے۔
کیف لی بتحصیل الشکر وشکری ایاک یفقترالی شکر فکلماقلت لک الحمد وجب علی لذالک ان اقول لک الحمد (مفاتیح الجنان) پروردگار کس طرح تیرا شکر بجالاؤں جب کہ تیرے لئے شکرایک اور شکر کی طرف محتاج کردیتاہے (کیونکہ توفیق شکر اللہ کی طرف سے یہ خود ایک نعمت ہے) پس جب میں کہوں کہ تیرے لئے حمد ہے تو اس کے سبب مجھ پرواجب ہوجاتاہے کہ میں کہوں تیرے لئے حمد ہے پس امام نے ہمیں اس میں یہ درس دیاہے کہ بارگاہ خدامیں شکرکے سلسلہ میں عجزوناتوانی ہی نعمتوں کاشکریہ ہے اوریہ سمجھے کی یہ نعمیتں اس کی جانب سے ہیں یہی چیزانسان کوعارف باللہ اورسالک الی اللہ بناتی ہے
الحاصل جب نعمتیں تم تک پہونچے توناشکری کے ذریعہ انھیں دور نہ کرو

از قلم
حجۃ الاسلام مولانا مہدی حسن بہشتی صاحب

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

درس نہج البلاغہ (حکمت 14.15) چودھواں درس

قال علی علیہ السلام من ضیعہ الاقرب اتیح لہ الابعد

ترجمہ۔ جس کو بہت قریبی چھوڑدیں اسے بہت دور کے لوگ سہارے کے لئے مل جاتے ہیں

تشریح۔ امام علی علیہ السلام نے اس حکمت میں فرمایاہے کہ جب کسی انسان کو قریبی لوگ چھوڑدیں (چاہے نسبی ہوں جیسے بھائی۔ بہن چچا۔۔ یا سببی جیسے برادر نسبتی ۔۔۔) تو اسے دور کے لوگ مدداور سہارے کے لئے مل جاتے ہیں کیونکہ پروردگار کسی کو مشکلات میں تنہا نہیں چھوڑتاہے بلکہ دوسروں کو اس کی مدد کے لئے آمادہ کردیتاہے اب وہ مشکل کسی بھی عنوان سے ہو چنانچہ رسول خداصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب مکہ میں اپنی تحریک کا آغار فرمایاتو بہت سے آپ کے قریبی رشتہ داروں نے آپ کوچھوڑدیا۔ نوبت یہاں تک پہونچی کی آپ کومکہ چھوڑکرمدینہ ہجرت کرناپڑاتووہاں کےلوگوں نے خاص کر دوبڑے قبیلے اوس وخزرج نے اسلام قبول کرنے کے بعد بالاتفاق آپ کی حمایت ومدد پر کمربستہ ہوگئے۔

پس یہ بات طے ہوگئی جب کسی کوقریبی چھوڑدیں تو خداوندعالم اسے تنہانہیں چھوڑتابلکہ دور والوں کواس کی مددپر آمادہ کردیتاہے

حکمت 15۔ قال علی علیہ السلام ماکل مفتون یعاتب

ترجمہ۔ ہر فتنہ میں پڑجانےوالاسرزنش نہیں کیاجاتا۔

تشریح۔ ا(فتنہ کے معنیٰ ہیں آزمائش وامتحان کے ہیں اور اس کے متعدد مصداق ہیں۔ دوباطل گروہوں میں جنگ کے دوران کسی ایک کاساتھ دینا یا حق وباطل میں حق کاساتھ نہ دینا۔۔ ا) مامِ علی علیہ السلام نے فرمایاہر فتنہ میں لڑجانے والے کی سرزنش نہیں کیا جاتا۔ کیونکہ انسان کبھی مجبوری میں اس میں گرفتار ہوجاتاہے توایسے موقع پر عقلمنداور دوراندیش اس کی سرزنش نہیں بلکہ حمایت یادعاکرتے ہیں تاکہ وہ اس سے نکل آئے لیکن جاہل اور کج فہم اس بات کودرک نہیں کرتے اوراس کے عذرکو بھی قبول نہیں کرتے (شرح نہج البلاغہ ملا صبحی)

ہاں اگراختیاری صورت میں کوئی فتنہ میں داخل ہوجائےاور اس میں سرزنش۔

عتاب وملامت قبول کرنے صلاحیت ہوتواسے سرزنش کیاجائے گاتاکہ وہ اپنے کئے پرنادم ہو لیکن اگرکس میں سرزنس قبول کرنے کی صلاحیت نہ بلکہ وہ اپنی ضد پراڑارہے تو اسے بھی سرزنش نہیں کرناچاہئے کیونکہ بےفائدہ اورلاحاصل ہے جیسے کہ جنگ جمل میں سعدابن ابی وقاص۔ محمدابن مسلمہ اورعبداللہ ابن عمرنے لشکرباطل کے مقابلہ میں امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کاساتھ نہیں دیا (اور حق کاساتھ نہ دینا بھی ایک فتنہ ہے) تو آپ نے اسی وقت یہ فقرہ ارشاد فرمایاماکل مفتون یعاتب۔ جسے بعض شارحین نے لکھا ہے (ابن ابی الحدید معتزلی۔ خوئی رح)

بہرحال جو مجبوری میں فتہ میں پڑجائے یاجان بوجھ کر اوراسمیں سرزنش قبول کرنے کی صلاحیت نہ ہوتوسرزنش نہیں کرتاچاہئے

از قلم
حجۃ الاسلام مولانا مہدی حسن بہشتی صاحب

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

درس نہج البلاغہ (حکمت16)پندرہواں درس

قال علی علیہ االسلام تذل الامور للمقادیر حتی یکون الحتف فی التدبیر

ترجمہ تمام کام تقدیر کے تابع ہیں یہاں تک کہ کبھی تدبیر میں موت آجاتی ہے۔

تشریح۔امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام نے اس حکمت میں علم کلام کے ایک اہم موضوع قضاوقدر کی طرف ہمیں متوجہ فرمایاہے جوکہ ایک مشکل اورپیچیدہ موضوع ہے ان شاءاللہ کبھی اس پر سیر حاصل گفتگو کروں گا آج صرف اجمالی طور پر اس پر بحث کرونگا۔امام نے فرمایاتمام اموراور حوادث تقدیر الہی کے سامنے سرنگوں ہیں لہذاتدبیر کرنے والاہمیشہ اپنے کاموں میں کامیاب نہیں ہوتابلکہ جب تقدیر کے مطابق ہوتی ہے توکامیاب ہوتاہے اور جب تدبیر تقدیر الہی کے برخلاف ہوتی ہے تووہ ایک بڑے نقصان یا ہلاکت تک پہونچ جاتاہے پس یاد رہے کہ تقدیر الہی تدبیر پر فوقیت رکھتی ہے چنانچہ خداوندعالم قرآن حکیم میں فرماتاہے۔

اللہ ملک السموات والارض ومافیھن وھوعلی کل شئ قدیر۔اسمانوں اورزمین اور جوکچھ ان کے درمیان ہے سب اللہ ہی کی سلطنت ہے اوروہ ہرچیز پر قادر ہے(سورہ مائدہ آیت 120)

لہذاہروقت یادرہے کہ ایک طاقت تمہارے تدبیر پرہے جس کی طرف تم محتاج ہوجسکاذکر بھی مالک کائنات میں قرآن میں کردیاہے یاایھاالناس انتم الفقراء الی اللہ واللہ ھوالغنی الحمیداے لوگوتم اللہ کی طرف محتاج ہواوراللہ بے نیاز ہےجو قابل تعریف ہے(سورہ فاطر آیت 15)

یہ بات قابل ذکرہے کہ کفارمکہ نے اپنی تدبیر سے بہت کوشش کیاکہ ندائے اسلام مکہ سے باہر نہ جاسکے لیکن تقدیر الہی نے اسے ہرجگہ پرپہونچادیا اوران کے غرور گھمنڈ کوخاک میں ملادیا اور بتادیاکہ اللہ کی تقدیر ہرتدبیر پربھاری ہےاور بھی ایسے واقعات تاریخ کے دامن میں موجودہیں اورروزمرہ کے مشاہدات میں بھی ہیں پس یہ بات طے ہوگی کی تقدیر الہی بہرحال تدبیر پر فوقیت رکھتی ہے لہذاہرکام میں ذات احدیت پیش نظر رہے

از قلم
حجۃالاسلام مولانا مہدی حسن بہشتی صاحب

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

درس نہج البلاغہ (حکمت 17)سولھواں درس

وسئل علیہ السلام عن قول الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ غیرواالشیب ولاتشبھواباالیھودفقال علیہ السلام انماقال صلی اللہ علیہ وآلہ ذالک والدین قل فاماالان وقداتسع نطاقہ وضرب بجرانہ فامرء وماااختار

ترجمہ۔امام علی علیہ السلام سے رسول خداصلی اللہ علیہ وآلہ کے اس قول کے بارے میں پوچھاگیاکہ بڑھاپے کوتبدیل کردواور یہودیوں سے تشبیہ نہ دو۔توامام نے فرمایاکہ رسول خداصلی اللہ علیہ وآلہ نے یہ اس وقت کے لئے ارشاد فرمایاجب مسلمان کم تھے اوراب تو اس(دین)کادائرہ وسیع ہوچکاہےاوروہ زمین پر قائم وثابت ہوچکاہے تواب ہر ایک کو اختیار ہے وہ جوچاہے کرے۔

تشریح۔اس حکمت میں حضرت علی علیہ السلام سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کےاس قول کے بارے میں پوچھاگیاکہ بڑھاپے کوبدل دواوریہودیوں کے مشابہ نہ بنوتوامام نے فرمایا یہ اسوقت کے لئے آنحضرت نے فرمایاجب مسلمان کم تھے اور اب تو اس (دین) کادائرہ وسیع ہوچکاہے اوروہ زمین پر قائم اور ثابت ہوچکاہےاب توہرایک کواختیاہےجوچاہے کرے۔چونکہ زمانہ رسول خدامیں ابھی اسلام ابتدائی مراحل سے گزررہاتھااور مسلمانوں کی تعداد مختصر تھی اوروہ کفارومشرکین سے برسرپیکار بھی تھے توریسول خدانے بوڑھوں سے کہااپنے بڑھاپے کوبدل دویعنی خضاب لگاؤتاکہ دشمنان اسلام تمہیں جوان سمجھیں اور ان کے دل میں تمہاراخوف وہراس بیٹھ جائے اور خبرداراپنے کویہودیوں سے مشابہت نہ دوکیونکہ وہ اپنے بال سیاہ نہیں کرتے تھےاسی لئے حضورنےان کے جیسا بننے کومنع فرمایا (پس استحباب خضاب مسلمان کی تعداد کم ہونے تک تھا)لیکن جب اسلام کادائرہ وسیع ہوامسلمانوں کی تعدادبڑھی اوراسلام زمیں پرقائم وثابت ہوگیاتو اب ہرایک کواختیار دے دیاگیاکہ چاہے وہ بال کوخضاب کریں یانہ کریں (اب خضاب مباح ہوگیا) کیونکہ جوانوں کی تعدادمیں خاطرخواہ اضافہ ہوگیالہذابوڑھوں کو میدان جنگ میں جانے کی چنداں ضرورت ہی نہیں رہی کہ وہ اپنے بلل سیاہ کریں۔

یہاں پر تبدیلی حکم خضاب میں ایک علمی و تحقیقی نکتہ کی طرف توجہ دلاناچاہتاہوں اور وہ یہ ہے کہ احکام تابع موضوعات ہوتے ہیں لہداان کی دو قسمیں ہیں(1) احکام ثابت بلحاظ موضوعات جیسے نماز روزہ حج۔۔(2)احکام متغیر بلحاظ موضوعات جیسے مسئلہ خون وخضاب ۔۔یعنی اگر موضوع بدل جائے توحکم بھی بدل جاتاہےکیونکہ حکم تابع موضوع ہوتاہے جیسے زمانہ قدیم میں خون کی خریدوفروخت حرام تھی کیونکہ اس کے لئے منفعت محللہ نہیں تھی لیکن بعد میں موضوع تبدیل ہوگیاکیونکہ خون لوگوں کی ضرورت بن گیاتواس کے لئے منفعت محللہ ثابت ہوگئی لہذاخریدوفروخت جائزہوگیا اسی طرح خضاب کاموضوع زمانہ رسول خدا میں مسلمانوں کی تعداد کی کمی تھی لہذامستحب تھابعد میں تعداد زیادہ ہوگئی توحکم اباحہ آگیا موضوع بدلنے سے حکم بھی بدل گیا البتہ موضوع عوض ہونے سے مرادیہ نہیں ہے کہ خون تبدیل ہوگیایاخضاب تبدل ہوگیابلکہ اس سے مرادفلسفہ وملاک قید موضوع ہوگیا

از قلم
حجۃالاسلام مولانا مہدی حسن بہشتی صاحب

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

درس نہج البلاغہ (حکمت 18.19) سترہواں درس

قال علی علیہ السلام فی الذین اعتزلواالقتال معہ خذلواالحق ولم ینصرواالباطل

ترجمہ۔امام نے ان لوگوں کے لئے جنھوں نے آپ کے ہمرکاب ہوکر جہاد کرنے سے اپنے کو علاحدہ کرلیا فرمایا انھوں نے حق کا ساتھ چھوڑدیا اور باطل کی بھی نصرت نہیں کی۔

تشریح۔امام علی علیہ السلام کی یہ حکمت ان لوگوں کے بارے میں ہے جنھوں نے جمل وصفین میں نہ آپ کا ساتھ دیا اور نہ ہی باطل کا۔جیسے سعد ابن ابی وقاص۔عبداللہ ابن عمر۔ابوموسی اشعری۔نفیل۔محمد ابن مسلمہ۔اخنف ابن قیس وغیرھم جبکہ امام نے انھیں جہاد کی طرف دعوت دی تھی کیونکہ یہ اسلامی معاشرہ کی اہم شخصیتیں سمجھی جاتی تھیں لیکن انھوں نے ساتھ نہ دے کر اپنے اس عمل سے ایک طرف باطل کی تقویت اور حق کو مضمحل کرنے کی ناکام کوشش کی تو دوسری طرف نص قرآنی کی علنی مخالفت کی جیسا کہ پروردگار عالم فرمارہا ہے۔فقاتلواالتی تبغی حتی تفییٔ الی امراللہ۔پس ان سے لڑو جو ظلم وزیادتی کرتا ہے یہاں تک کہ وہ حکم خدا کی طرف لوٹ آئے

(حکمت 19) قال علی علیہ السلام من جری فی عنان املہ عثربا جلہ

ترجمہ۔جو امیدوں کے پیچھے بھاگتا ہے وہ موت کے جال میں پھنس جاتا ہے

تشریح۔امام نے اس حکمت میں ایک اہم مطلب کی جانب متوجہ فرمایا ہے کہ جو امیدوں کے پیچھے بھاگتا ہے وہ موت کے جال میں پھنس جاتا ہے ان کی برآوری سے پہلے۔لہذا ایسی آرزوں سے پرہیز کریں(یہاں پر عنان استعارہ ہے امید کے لئے)البتہ یہ ان امیدوں کی طرف اشارہ ہے جو منفی اور غیر معقول ہیں جن کے ذریعے انسان سب کچھ بھول جاتا ہے یہاں تک کی ذات پروردگار۔موت اور قیامت کو۔جیسا کہ حدیث مبارک میں وارد ہوا ہے الامل یفسدالعمل ویفنی الاجل آرزو عمل کو فاسد کردیتی ہے اور موت کو بھلادیتی ہے(غررالحکم)۔ایسا شخص برے اعمال میں بھی گرفتار ہوجاہے چنانچہ نہج البلاغہ ہی میں ایک مقام پر مولا فرماتے ہیں من اطال الامل اساءالعمل جو لمبی آرزوئیں رکھتا ہے وہ برے عمل میں گرفتار ہوجاتا ہے(نہج البلاغہ حکمت 36)

لیکن جو امیدیں مثبت اور معقول ہوں ان کی مدح ہوئی ہیں چنانچہ حدیث میں وارد ہوا ہے

الامل رحمۃ لامتی و لولا الامل مارضعت والدۃ ولدھا ولاغرس غارس شجرا میری امت کے لئے امید رحمت ہے اگر امید نہ ہوتی تو ماں اپنے بچے کو دودھ نہ پلاتی اور نہ ہی کوئی باغبان درخت لگاتا ایک اور حدیث مبارک میں ذکر ہوا ہے اعظم البلایا انقطاع الرجا رحمت خدا سے ناامیدی سب سے بڑی بلا ہے

الحاصل۔امید دو طرح کی ہوتی ہے مثبت اور منفی امام نے اس حکمت میں منفی امید کی طرف اشارہ فرمایا ہے

از قلم

حجۃ الاسلام مولانا مہدی حسن بہشتی صاحب

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

درس نہج البلاغہ(حکمت 20) اٹھارہواں درس

قال علی علیہ السلام اقیلوا ذوی المروءات عثراتھم فمایعثرمنھم عاثرالایداللہ بیدہ یرفعہ

ترجمہ۔صاحبان مروت کی لغزشوں سے چشم پوشی کروکیونکہ جب ان میں سے کوئی لغزش کھاکر گرتاہے تواللہ کاہاتھ اسے اوپر اٹھادیتاہے

تشریح۔اس حکمت میں امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام نےبامروت ۔عالی شخصیت افراد کی لغزشوں سے درگزرکرنے کاحکم دیاہےکیونکہ اگریہ لغزش کھاکر گرجائیں توپروردگاد انھیں اپنےہاتھ سے اٹھادیتاہے یعنی انھیں بے عزت وبے آبرو نہیں ہونے دیتا ایسے افرادسے جولغزشیں سرزد ہوتی ہیں تووہ غفلت کی بناپرہوتی ہیں ۔اس حکمت میں لفظ(ید)استعارہ ہے قدرت اور عنایت پروردگارسے پس یہ بات طے ہے کہ صاحبان مروت کارابطہ اللہ سے بہت مستحکم ہوتاہے کیونکہ وہ ہرقدم پر مرضی معبود کومدنظررکھتاہے

یہاں پر مناسب سمجھتاہوں کہ روایات کی روشنی میں مروت کےچندصفات بیان کردوں تاکہ صاحبان مروت کی شناخت میں مزید آسانیاں ہوجائیں۔امام باقرعلیہ السلام فرماتے ہیں کہ

المروۃ ان لاتطمع فتذل ولاتسآل فتقل ولاتبخل فتشتم ولاتجھل فتختصم۔

مروت یہ ہے کہ لالچ نہ کروکہ ذلیل و رسواہو جاؤاورکسی کے سامنے دست سوال درازنہ کروکہ حقیر ہوجاؤاور بخل نہ کروکہ برابھلاکہےجاؤ اور جہالت ونادانی نہ کروکہ محکوم ہوجاؤ

(مستدرک سفینۃالبحار۔ج9)ایک اورحدیث مبارک میں مروت کی دو قسمیں بیان کی گی ہیں اور دونوں کے امتیازبیان کئےگئے ہیں المروۃمروتان مروۃالحضر ومروۃالسفرفاما مروۃالحضر فتلاوۃالقرآن وحضورالمساجدوصحبۃاھل الخیر والنظر فی الفقہ وامامروۃالسفر فبذل الزاد والمزاح فی غیر مایسخطاللہ وقلۃالخلاف علی من صحبک۔ وترک الروایۃعلیھم اذافارقتھم مروت کی دو قسمیں ہیں حضر(وطن)میں مروت اور سفر میں مروت ۔حضرمیں مروت یہ ہے۔تلاوت قران۔مساجد میں حضور ۔نیک لوگوں کے ساتھ رہنا اوردینی مسائل میں غور وفکرکرنا اورسفر میں مروت یہ ہے کہ توشہ کواپنے رفیق سفر کودواوراس سے ایسی مزاق کروجس میں ناراضگی خدانہ ہو اوراس کی مخالف کم کرو اور غیبت نہ کرو جب تم ایک دوسرے سے جداہوجاؤ۔ایک اور حدیث مبارک میں امام صادق علیہ السلام نے مروت کے لئے ایک معیاربیان فرمادیالایراک اللہ حیث نھاک ولایفقدک من حیث امرک اللہ تمہیں وہاں نہ دیکھے جہاں منع کیاہے اوروہاں سے غیر حاضر نہ پائے جس کاحکم دیا پس یہ ساری چیزیں صاحبان مروت کےلئے تشخص وامتیازہیں ایسےہی بامروت لوگوں کے لئے امام نے اس حکمت میں دومطلب کی طرف اشارہ فرمایاہے

1.بامروت لوگوں کی لغزشوں سے درگزرکرو

2.اگرانسان بامروت ومتقی ہو توخداالغزشوں کےوقت تنہانہیں چھوڑے گا

از قلم
حجۃالاسلام مولانا مہدی حسن بہشتی صاحب

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

درس نہج البلاغہ (حکمت21)انیسواں درس

قال علی علیہ السلام قرنت الهيبة بالخيبة والحياء بالحرمان والفرصة تمر مر السحاب فانتهزوا فرص الخير

ترجمہ۔خوف کو ناامیدی سے اور حیا کو محرومی سے ملایا گیا ہے اور فرصت کے لمحات بادل کی طرح گزر جاتے ہیں لہذا نیکیوں کے موقعوں کو غنیمت سمجھو۔

تشریح۔امام علی علیہ السلام اس حکمت میں تین اہم مطالب کی طرف متوجہ فرمایاہے

1.خوف ناکامی کا سبب ہے البتہ ہر خوف نہیں بلکہ جو بلاوجہ ہوتا ہے کیونکہ خوف کی دو قسمیں ہیں

(ممدوح)وہ خوف جسکی قرآن واحادیث میں مدح وثناکی گئی چنانچہ خداوندعالم فرماتا ہے واما من خاف مقام ربه ونهى النفس عن الهوى فان الجنة هى الماوى اور جو شخص اپنے رب کی بارگاہ میں حاضری سے ڈرتا رہا ہوگا اور اپنے نفس کو اس کے خواہش سے روکا ہوگا تو اس کا ٹھکانہ جنت ہے۔اسی طرح ایک حدیث مبارک میں وارد ہوا ہے کہ روز قیامت وہی امن وامان میں ہوگا جو دنیا میں اللہ سے ڈرتا رہا ہے لا یامن یوم القیامة الا من خاف الله فی الدنیا۔ایک اور مقام پر امام علی علیہ السلام نے خوف کو لباس عرفاء قرار دیا ہے الخوف جلباب العارفين بہرحال یہ خوف ممدوح اور فضائل اخلاقی میں سے ہے اور یہ انسان کو کمال تک پہونچاتا ہے اور اس میں کامیابی ہی کامیابی ہے

(مذموم)وہ خوف جو انسان کو ناکام بنادیتا ہے جیسے کہ کوئی شخص ظالم بادشاہ سے بلاوجہ خوف کھائے یا کسی طاقتور انسان سے۔ایسی صورت میں وہ اپنے مقصد میں ناکام ہوجائے گا اور جو چیز اسے ملنا چاہئے وہ نہیں ملے گی اسی خوف کو بزدلی کہتے ہیں جو کہ شجاعت کے مقابلہ میں ہے اور یہ رذائل اخلاقی میں سے ہے اسی خوف کی طرف امام نے اس حکمت میں اشارہ فرمایا ہے کہ جسکا نتیجہ ناکامی ہے

2.شرم و حیا محرومی کا سبب ہے خوف کی طرح اس کی بھی دو قسمیں ہیں

(ممدوح)یہ فضائل اخلاقی میں سے ہے روایات اس سلسلہ میں بہت ساری وارد ہوئی ہیں کہیں اسے ایمان کا جز قرار دیا گیا ہے الحياء من الايمان والايمان فى الجنة (بحار ج 78)حیا ایمان کی نشانی ہے اور ایمان جنت میں جائے گا لہذا باحیا انسان جنت میں جائے گا تو کہیں گناہوں کی محویت کا سبب۔

الحياء يمحو كثيرا من الخطايا (میزان الحکمة ج2)حیا بہت سے گناہوں کو مٹادیتا ہے

(مذموم)یہ رذائل اخلاقی میں سے ہے اس کے ذریعہ انسان کو محرومی ملتی ہے جیسے وہ شخص جو مسائل دینی کو نہیں جانتا اور شرم وحیا کررہا ہے تو یہاں پر وہ دینی معلومات سے محروم رہ ے گا اسی حیا کی طرف امام نے اس حکمت میں متوجہ فرمایا ہے

3.فرصت کو غنیمت سمجھو اور اس سے استفادہ کرو کیونکہ یہ بادل کی طرح گزر جاتی ہے پھر کف افسوس ملنے کے کوئی اور چارہ نہیں رہ جاتا چنانچہ روایت میں موجود ہے اضاعة الفرصة غصة (نہج البلاغہ حکمت 114)فرصت کا ضائع کرنا غم واندوہ کا سبب ہے اس فرصت کے سلسلہ میں رسول خدا نے جناب ابوذر سے فرمایا۔۔۔وفراغك قبل شغلك۔ اپنی فرصت کو مشغولیت سے پہلے غنیمت سمجھو۔(مستدرک حاکم نیشاپوری)پس انسان فرصت کو غنیمت سمجھے اور اس سے خاطر خواہ استفادہ کرے کیونکہ یہ مانند ابر زود گزر ہے۔

وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب

از قلم
حجۃ الاسلام مولانا مہدی حسن بہشتی صاحب

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

درس نہج البلاغہ(حکمت22)بیسواں درس

قال علی علیہ السلام لناحق فان اعطیناوالا رکبنا اعجازالابل وان طال السری

قال الرضی وھذامن لطیف الکلام وفصیحہ ومعناہ انا لم نعط حقنا کنا اذلاءوذالک ان الردیف یرکب عجزالبعیرکالعبد والامیرومن یجری مجراھما

ترجمہ۔ہماراایک حق ہے اگراسے ہمیں دے دیاگیاتوبہتر ہےورنہ ہم اونٹ پر پیچھے سوار ہو جائیں گے اگرچہ سفر کازیادہ حصہ تاریکی ہی میں کیوں نہ گزرے۔

سیدرضی فرماتے ہیں یہ کلام امام لطیف اور فصیح ہے جس کامطلب یہ ہے کہ اگرہماراحق نہ دیاگیاتوہمیں ذلت کاسامناکرناپڑے گایہ مطلب یہاں سے نکلتاہے کہ اونٹ کے پیچھے حصہ پر ردیف بن کرغلام یاقیدی یاان دونوں جیسے افراد بیٹھتے ہیں۔

تشریح۔اس حکمت میں امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام نے نصوص دینی کے مطابق اپنے حق مسلم خلافت وولایت کوبیان فرمایاہے جسے غصب کرلیاگیا ابن ابی الحدید معتزلی شرح نہج البلاغہ میں لکھتے ہیں کہ حضرت علی نے اس کلام کوشیعوں کے نظریئے کے مطابق روز سقیفہ یاانھیں ایام میں ارشاد فرمایاہےاورہمارے مسلک کے مطابق اس وقت ارشاد فرمایاجب عمر نے چھ رکنی شوری تشکیل دی تاکہ اس کے بعد خلیفہ معین کرے

Presented By: https://jafrilibrary.com

بہرحال شارحین نہج البلاغہ نے امام کی اس حکمت کی تین تفسیریں بیان کی ہیں

1.ایک سید رضی رح نے بیان کی ہے جو کلام امام کےبعداوپر ذکرکی گئی ہے کہ اگر ہمارے حق کو دیاگیاتو بہترہے ورنہ ہمیں ایک مدت مدید تک ذلت کاسامناکرناپڑے گا(چنانچہ آپ کی خلافت کوغصب کیاگیا اور ستر سال تک منبروں سے آپ کو برابھلا کہاگیا

2ایک اور تفسیر میں ازہری کہتے ہیں کہ یہاں پراونٹ پر پیچھے بیٹھنے سے امام کی مراد یہ ہے کہ اگرہمیں ہمارے مقام سے پیچھےاوردوسرے کو آگے کردیاگیا توہم اس سے مقابلہ کرتے رہیں گے چاہے ایک طولانی مدت تک ہی کیوں نہ کرناپڑے(اس پر امام کے خطبات ومکتوبات وکلمات قصار گواہ ہیں)

3.تیسری تفسیر یہ ہے کہ اگر ہماراحق نہیں دیاگیاتوہم مشقتوں میں گرفتار ہوں گے جیسے اونٹ پر پیچھے بیٹھنے والا ہوتاہے

لیکن اپنے حق کامطالبہ کرتے رہیں گےچاہے ایک مدت درازہی کیوں نہ لگے اس پر ہم صبر کریں گے لیکن غاصب کومعاف نہیں کریں گے بہرحال ابن میثم بحرانی نے لکھاہے کہ جنہوں نےتینوں تفسیریں نقل کی ہیں انکی رائے صحیح اور حقیقت سے نزدیک ہے(شرح ابن میثم بحرانی۔پیام امام)وماتوفیقی الاباللہ علیہ توکلت والیہ انیب

از قلم

حجۃ الاسلام مولانا مہدی حسن بہشتی صاحب

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

درس نہج البلاغہ (حکمت 23.24) اکیسواں درس

قال علی علیہ السلام: من ابطا بہ عملہ لم یسرع بہ نسبہ

ترجمہ. جسے اس کے اعمال پیچھے کر دیں اسے اسکا نسب آگے نہیں بڑھا سکتا۔

تشریح۔ امام علی علیہ السلام اس حکمت میں ہمیں اس بات کی طرف متوجہ فرمایا ہے کہ انسان اعمال صالحہ ہی کی بدولت منزل کمال تک پونچ سکتا ہے چاہے اس کا نسب عالی ہو یا نہ ہو جیسا کہ قران حکیم میں پروردگار کا ارشاد ہے ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم بیشک اللہ کے نزدیک تم میں سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں سے زیادہ پرہیزگار ہو لیکن اگر اعمال اچھے نہیں ہیں تو اسے حسب ونسب کمال تک نہیں پہونچا سکتا اور نہ ہی بروز قیامت کام آسکتا ہے چنانچہ اس سلسلہ میں خداوند عالم فرما رہا ہے فاذا نفخ فی الصور فلا انساب بینھم یومئذ ولا یتساءلون۔ جب صور پھونکا جائے گا تو اس دن یہ رشتہ داریاں ختم ہو جائینگی۔ بلکہ بنص قرآن لوگ ایکدوسرے سے بھاگیں گے یوم یفر المرء من اخیہ وامہ وابیہ وصاحبتہ وبنیہ۔ اس دن انسان اپنے بھائی اپنی ماں اپنے باپ اور اپنی بیوی وبچے سے بھاگے گا اگر اس دن کوئی چیز کام آئے گی تو وہ نیک اعمال ہیں جیسا کہ قرآن میں ارشاد پروردگار فرما رہا ہے

ومن یعمل من الصالحات من ذکر او انثی وھو مومن فاولئک یدخلون الجنۃ ولا یظلمون نقیرا

اور جو کوئی اچھے کام کرے گا مرد ہو یا عورت جب کہ وہ مومن ہو تو ایسے لوگ جنت میں داخل ہونگے اور ان پر ذرا بھی ظلم نہیں کیا جائے گا اور بھی آیتیں اس حوالے سے موجود ہیں لیکن اسی ایک پر اکتفا کرتے ہیں۔

پس یہ بات طے ہو گئی کہ قیامت میں حسب ونسب کام آنے والا نہیں ہے بلکہ نیک اعمال کام آنے والے ہیں لہذا اپنے نسب پر افتخار نہ کریں بلکہ عمل خیر انجام دیں ورنہ ہمارا نسب ہمیں آگے نہیں بڑھا سکتا

(حکمت۔24)

قال علی علیہ السلام: من کفارات الذنوب العظام اغاثۃ الملھوف والتنفیس عن المکروب

ترجمہ۔ مظلوم کی فریاد کو پہونچنا اور غمزدہ کو تسلی دینا بڑے بڑے گناہوں کا کفارہ ہے

تشریح۔ امام نے اس حکمت میں ایک اہم ایمانی فریضہ کی جانب متوجہ فرمایا ہے کہ بڑے بڑے گناہوں کا کفارہ مظلوموں کی فریادرسی اور غمزدہ کو تسلی دینا ہے امام نے اپنی وصیت میں بھی مظلوم کی فریادرسی کو ذکر فرمایا ہے وکونا للظالم خصما وللمظلوم عونا ظالم کے دشمن اور مظلوم کے مددگار بن جاؤ بہر حال رب کائنات چاہتا ہے کہ کسی نہ کسی بہانہ سے اس کا بندہ مورد عفو و بخشش قرار پائے وہ اتنا کریم رب ہے کہ نہ صرف مظلوموں کی مدد اور غمزدہ کو تسلی دینے سے گناہوں کو معاف کرتا ہے بلکہ اس کے ھم و غم کو بھی دور کر دیتا ہے چنانچہ حدیث مبارک میں وارد ہوا ہے۔ من اعان مومنا نفس اللہ عنہ ثلاثا وسبعین کربۃ واحدۃ فی الدنیا وثنتین وسبعین کربۃ عند کربۃ العظمی قال حیث یتشاغل الناس بانفسھم۔ جو شخص کسی مومن کی مدد کرتا ہے تو خداوند عالم اس سے تہتر غم کو دور کرتا ہے ایک دنیا میں اور بہتر آخرت میں فرمایا جب لوگ اپنے آپ میں مشغول ہونگے۔ حکمت امام کا مفہوم اس آیت قرانی میں موجود ہے ان الحسنات یذھبن السیآت نیکیاں برائیوں کو ختم کر دیتی ہیں۔ یہاں حسنات مطلق ہے جو تمام عبادات اور نیکیوں کو شامل ہیں پس کلام امام اسی آیت کریمہ کے مفہوم کو بیان کر رہا ہے

از قلم
حجۃ الاسلام مولانا مہدی حسن بہشتی صاحب

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

درس نہج البلاغہ (حکمت 25) بائیسواں درس

قال علی علیہ السلام : یابن آدم اذارایت ربک سبحانہ یتابع علیک نعمہ وانت تعصیہ فاحذرہ

ترجمہ۔امام علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔اے فرزند آدم جب تم دیکھو کہ تمہارا رب سبحانہ تمہیں مسلسل نعمتوں سے نوازرہاہے جبکہ تم اس کی نافرمانی کررہے ہوتواس (کے عذاب) سے ڈرو۔

تشریح۔اس حکمت میں مولی الموحدین امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے اس بات کی طرف متوجہ فرمایاہے کہ اگر پروردگار عالم کسی کو مسلسل نعمتوں سے نواز رہاہو جبکہ وہ اس کی نافرمانی کررہاہوتو اُسے خوش نہیں ہوناچاہیئے کہ اس کارب اس سے راضی اوراس پر مہربان ہے بلکہ اسے اس کے عذاب سے ڈرناچاہیئے کیونکہ اس شخص پر عذاب عاجل (دنیاہی میں) ہوتاہے مولانے یہاں پر گنہگاروں کے ایک قسم کی طرف اشارہ فرمایاہے جیساکہ بعض شارحین نہج البلاغہ نے لکھاہے کہ گنہگاروں کی تین قسمیں ہیں

1.وہ گنہگار جن کی نیکیاں زیادہ اور گناہ کم ہوں تواللہ اسے اس دنیامیں اسکی سزادے دیتاہے تاکہ وہ آخرت میں پاک وصاف محشورہوں۔

2.وہ گنہگار جن کی نیکیاں کم اور گناہ زیادہ ہوں توپروردگار انھیں توبہ واستغفار کی جانب متوجہ فرمادیتاہے اگروہ توبہ واستغفار کرلے توٹھیک ہے ورنہ وہ انھیں اخرت میں سزادے گا

3.وہ گنہگار جن کے گناہ زیادہ ہوں اور ساتھ ہی ساتھ طغیان وسرکشی بھی کررہے ہوں توخداوند عالم انھیں دنیاہی میں عذاب میں مبتلاکردیتاہے اوروہ اسطرح کی وہ پے درپے نعمتوں سے نوازتاہے اوریہ معصیت اور سرکشی کرتے ہیں اس کے بعدان پر عذاب الٰہی ٹوٹ پڑتاہے اس قسم میں دنیاکے ظالم حکمراں ملوث رہے ہیں اور ہیں بھی اور متکبر افراد کی یہی صورت حال ہے جن کاحال ہم نے تاریخ میں پڑھاہے اوراس وقت اپنی آنکھوں سے مشاہدہ بھی کررہے ہیں۔اسی تیسری قسم کی طرف مولانے اس حکمت میں متوجہ فرمایاہے اوراس کے لئے قرآن حکیم کی مشہور ومعروف آیہ کریمہ بھی موجودہے۔لئن شکرتم لازیدنکم ولئن کفرتم ان عذابی لشدید(سورہ ابراہیم آیت7)اگرتم شکر گزاری کروگے تواور یادہ کردونگااوراگرناشکری کروگے تومیراعذاب بھی سخت ہے پس مسلسل اللہ کی نعمتوں کے مقابلہ میں معصیت کرنا کفران نعمت ہے۔اوراسی مطلب کو مصحف ناطق امام جعفر صادق علیہ السلام نے بھی بیان فرمایا ہے۔ان اللہ اذاارادبعبد خیرافاذنب ذنبااتبعہ بنقمۃ واذاارادبعبد شرافاذنب ذنبااتبعہ بنعمۃ لینسیہ الاستغفارویتمادی بھا(اصول کافی) کہ جب خداکسی بندے سے (اس کے اعمال خیر کی بناپر) نیکی کاارادہ کرتاہے اوروہ گناہ کوانجام دیتاہے تووہ اسے ایسی سزادیتاہے کہ (وہ توبہ کی طرف متوجہ ہوجائے) اورجب کسی بندے سے (اس کے برے اعمال کی وجہ سے) بدی کاارادہ کرتاہے تووہ اسے نعمتیں دیتاہے تاکہ وہ توبہ واستغفار بھول جائے اوروہ اسی طرح اپناکام کرتارہے تاکہ ایک دن اسے عذاب الٰہی اپنی گرفت میں لے لے۔اس حدیث مبارک کے پہلے جملہ میں اس کی طرف اشارہ ہے جوگناہ کرتاہے لیکن سرکشی نہیں کرتاتوپروردگار توفیق توبہ دے دیتاہے۔اوردوسرے فقرے میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جوگناہ کرتاہے اور سرکشی وطغیان کرتاہے تواسے توبہ واستغفار کی توفیق نہیں ملتی اوراس پر دنیاہی میں سخت عذاب آجاتاہے۔نعوذباللہ من ذالک۔بہرحال گفتگو یہیں پر ختم کررہاہوں وماتوفیقی الاباللہ علیہ توکلت والیہ انیب

از قلم
حجۃ الاسلام مولانا مہدی حسن بہشتی صاحب

Presented By: https://jafrilibrary.com